وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَكُمْ بِهٖ حَتّٰى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا (سورہ مومن ع ۴)

★

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

منکرو بیٹھو آسماں سے اب کوئی آتا نہیں
عمر دنیا سے بھی ہے اب آگیا ہفتم ہزار

دشمنو ہم اس کی رہ میں مر رہے ہیں ہر گھڑی
کیا کرو گے تم ہماری عیسیٰ کا انتظار

مسئلہ ختم نبوت اور جماعت احمدیہ

مرقومہ

عالیجناب مکرم محترم مولانا مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری

پبلشر

خاکسار محمد یامین تاجر کتب آف قادیان حال ربوہ پاکستان

قیمت ایک آنہ

ایک روپیہ کے بیس ۲۰ رسالے

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کی تشریح

(المرقوم حضرت سید محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ)

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میں لفظ لَا ہے اور لا ہمیشہ ذات ہی کی نفی نہیں کرتا۔ بلکہ موصوف کی بھی نفی کرتا ہے۔ پس نحو کی رو سے جائز ہے کہ لَا نَبِیَّ میں ذات کی نفی نہ ہو۔ بلکہ موصوف کی نفی ہو۔ اس کی چند مثالیں ہیں۔ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ حضرت علیؓ کے سوا کوئی فتیٰ نہیں اور نہ یہ کہ ذوالفقار کے سوا کوئی تلوار نہیں بلکہ مطلب یہ ہے۔ اس قسم کی تلوار نہیں۔ اسی طرح رسول کریمؐ فرماتے ہیں۔ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتٰبِ۔ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَہْدَ لَہٗ۔ وَلَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَۃَ لَہٗ پھر یہ بھی سنیئے کہ جس طرح لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ رسول کریمؐ کا قول ہے۔ اسی طرح رسول کریمؐ کا یہ قول بھی بخاری شریف میں ہے۔ اِذَا ھَلَکَ کِسْرٰی فَلَا کِسْرٰی بَعْدَہٗ وَاِذَا ھَلَکَ قَیْصَرُ فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَہٗ۔ اگر یہاں ذات کی نفی ہو تو یہ واقعات کے خلاف ہے کیونکہ اس موجودہ قیصر کے بعد بھی اس کا بیٹا قیصر ہوا۔ اس لئے لَا قَیْصَرَ کے یہ معنی ہوئے پہلے قیصر سا قیصر نہ ہوگا۔ اسی طرح لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے معنی ہوئے کہ میرے جیسا یعنی صاحب شریعت نبی نہیں ہوگا۔ اور لَا قَیْصَرَ کے معنی ہم نے اپنی طرف سے نہیں کئے۔ بلکہ بخاری شریف کی مشہور شرح فتح الباری میں اس حدیث کے ماتحت لکھا ہے:۔

قَالَ الْخَطَّابِیُّ مَعْنَاہُ فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَہٗ یَمْلِکُ مِثْلَ مَا یَمْلِکُ ھُوَ اَلَا قَیْصَرَ۔

امکانِ نبوّت در خیرِ اُمّت

نبوّت اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا انعام ہے جو ابتدائے آفرینش سے نسلِ آدم کو وقتاً فوقتاً ملتا رہا۔ تاکہ ان کی اصلاح ہو اور ان کا رشتہ اپنے خالق سے مضبوط ہو جائے۔ جب کبھی نوعِ انسان پر تاریکی کا غلبہ ہوا خدا تعالیٰ نے انبیاءؑ کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے تاریکی کو پاش پاش کر کے نور پھیلایا۔ بدقسمتی سے موجودہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ یہ خیال کر بیٹھے ہیں کہ آئندہ غیر تشریعی نبی بھی نہیں آ سکتے۔ حالانکہ ان کے پاس اس بات کی کوئی ضمانت موجود نہیں کہ آئندہ گمراہی نہیں پھیلے گی۔ اگر کوئی یہ ثابت کر دے کہ آئندہ "یَفْشُوا الْکَذِبُ وَالْجَھْلُ اور لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ وَلَا مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ" کا زمانہ آنے والا نہیں تھا تو ہمیں ان کا دعویٰ ماننے میں کوئی عذر نہیں۔ لیکن تعجب اور حیرت کی بات تو یہی ہے کہ وہ فتن و شرور اور ضلالت کے دروازے تو کھلے مانتے ہیں اور ان کے نزدیک اگر کوئی دروازہ بند کیا گیا تو وہ نبوت کا دروازہ تھا۔ یا للعجب!

ہمارے نزدیک شریعت اسلامیہ مکمل عالمگیر اور ہمیشہ محفوظ رہنے والی شریعت ہے۔ ملعون ہے وہ انسان جو اس نبوت کا مدعی ہو۔ جس سے کہ دین الرسولؐ منسوخ اور قرآن مجید مہمل کتاب قرار دینی پڑے۔ ہم محض اس نبوت کے اجراء کے قائل ہیں جو رسول کریم صلعم کی غلامی اور اتباع میں ملتی ہے اور وہ قرآنی شریعت کے نفاذ میں رخنہ انداز نہیں۔

اور ایسی نبوت قرآن پاک سے ہمیشہ کے لئے جاری و ساری ثابت ہے پس بھائیو! شیطان آپ کو ہماری طرف غلط عقائد منسوب کر کے راہِ حق سے نہ روکے۔

قرآن مجید متعدد مقامات پر اس بات کا اعلان فرماتا ہے کہ ایسی نبوت قطعاً بند نہیں بلکہ جاری ہے۔ اور آج ہم اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں نصوصِ قرآنیہ سے ہی بارہ ۱۲ دلائل پیش کرتے ہیں ۔۔۔ تاکہ ضعف و وضع کا شبہ بھی نہ رہے۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَھُوَ الْمُعِیْنُ

پہلی دلیل

اللہ تعالیٰ جو دعا خود سکھلائے اس کو وہ ضرور منظور فرماتا ہے ورنہ اس کا سکھلانا عبث اور بیکار ٹھہرتا ہے۔ سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے کہلایا ہے۔ " اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ " کہ اے مولا ہمیں اس راہ پر چلا، جس پر چل کر پہلے منعم علیہم لوگ انعام پا چکے ہیں۔ یعنی جو انعام پہلوں کو دیئے گئے وہ سب بلا کسی کمی کے ہم کو بھی دیئے جائیں۔ پہلے لوگوں مثلاً بنی اسرائیل کو خدا تعالیٰ نے دو کامل انعام دیئے تھے۔ (۱) نبوت (۲) حکومت۔ جیسے فرمایا:۔ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَ جَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا (مائدہ ع ۴) کہ اے قوم! خدا کی اس نعمت کو یاد کرو کہ اس نے تم میں نبی بنائے، اور تم کو بادشاہ بنایا۔ اب اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ اُمتِ مرحومہ فیضانِ نبوت سے محروم ہے تو اس کے صاف لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے

خود دُعا سکھلا کر اس کو رد کر دیا۔ نیز یہ بھی ثابت ہو جائے گا۔ کہ مسلمانوں کا "خیر اُمت" (سب اُمتوں سے افضل) ہونا بھی غلط ہے۔ کیونکہ اس صورت میں انعام کے پانے میں ان کو بنی اسرائیل سے کوئی نسبت نہ ہوگی۔ اور چونکہ یہ دونوں صورتیں ہمارے مخالفین کو بھی مسلّم نہیں لہٰذا ماننا پڑے گا۔ کہ نبوت ممکن اور جاری ہے۔

دوسری دلیل

فرمایا:- وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (آل عمران ع ۱۸) اے مومنو! اللہ تعالیٰ تم کو براہِ راست اپنے غیب پر مطلع نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ جس کو چاہے گا۔ اس کو رسول منتخب کرے گا۔ (اور تم کو غیب بذریعہ رسولوں کے معلوم ہوگا) پس تم اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لانا۔ اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور تقویٰ کرو گے تو تمہارے لئے بڑا اجر ہوگا۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے کس وضاحت کے ساتھ رسولوں کی آمد کی بشارت دی ہے۔ بلکہ اُن پر ایمان لانا بھی ضروری اور واجب قرار دیا ہے۔

علامہ ابو حیان اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:- وَظَاهِرُ مَعْنَى الْاٰيَةِ مَا قَدَّمْنَاهُ مِنْ اِنَّهٗ تَعَالٰى هُوَ الَّذِيْ يُمَيِّزُ بَيْنَ الْخَبِيْثِ وَالطَّيِّبِ اَخْبَرَ اَنَّكُمْ لَا تُدْرِكُوْنَ اَنْتُمْ ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ تَعَالٰى لَمْ يُطْلِعْكُمْ عَلٰى مَنْ اَكَنَّتْهُ الْقُلُوْبُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالنِّفَاقِ وَلٰكِنَّهٗ تَعَالٰى يَخْتَارُ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَيُطْلِعُهٗ عَلٰى ذٰلِكَ

تَطَّلِعُوْنَ عَلَيْهِ مِنْ جِهَةِ الرَّسُوْلِ۔

اور پھر فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ کے نیچے لکھا ہے:۔

"ثُمَّ ذَكَرَ اَنَّهٗ تَعَالٰى يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَيُطْلِعُهٗ عَلَى الْمُغَيَّبَاتِ اَمَرَ بِالتَّصْدِيْقِ بِالْمُجْتَبٰى" (البحر المحیط جلد ۳ ص ۱۲۷)

یعنی آیت کے واضح معنے یہی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی خبیث اور طیب میں فرق دکھلاتا ہے۔ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ اس نے تم کو دلوں کی مخفی باتوں ایمان و نفاق پر مطلع نہیں کیا۔ لیکن وہ رسولوں کو منتخب کر کے ان کو علم دیتا ہے اور دے گا اور تم اس غیب پر رسول کی جانب سے ہی مطلع ہو سکتے ہو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں رسولوں کو منتخب کروں گا تو (اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ میں) ان کی تصدیق اور ماننے کا بھی حکم فرمایا۔

اب دیکھئے یہ کس قدر واضح اور بین دلیل ہے پر افسوس اُن پر جو پھر بھی صداقت کے مخالف رہیں۔

تیسری دلیل

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (نساء ع ۹) کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے وہ منعم علیہ گروہ میں شامل ہو جائیں گے۔ جن کے چار درجے ہیں۔ نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ یعنی امت محمدیہ کے برگزیدہ لوگ نبی، صدیق، شہید اور صالح ہوں گے۔

حیرت ہے کہ اس قدر کھلی بشارت کے ہوتے ہوئے کیونکہ تصور کر لیا گیا۔ کہ اُمتِ مرحومہ اعلیٰ روحانی نعمت (نبوت) سے محروم ہے۔ اور "مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ" کا کوئی فرد بھی نبی کا نام نہیں پا سکتا۔

اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ تو مَعَ کا لفظ ہے اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے نہ کہ خود اُن میں سے ہی ہو جائیں گے۔ تو اس کے چار جواب ہیں

(۱) اگر مَعَ کی پناہ لیکر انبیاءؑ کا انکار کرو گے تو پھر صدیقوں، شہداء اور صالحین کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ اور ماننا پڑے گا کہ "خیر اُمت" نہ صرف نبوت سے بلکہ ہر روحانی فیض سے بے نصیب ہے (نعوذ باللہ)۔ کیونکہ ان کے لئے بھی تو یہی مَعَ کا لفظ ہے۔

(۲) جس معیت کا اس آیت میں ذکر ہے (یعنی معیت مراتب) اگر وہ غیر نبی کو نبی کے ساتھ حاصل ہو سکتی ہے۔ تو پھر اس آیت میں چار درجوں کا علیحدہ علیحدہ ذکر کر کے ان کی معیت تبلانا محض عبث تھا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اُمت میں نبی بھی ہوں جو کہ "النبیین" کی معیت منزل میں شریک ہوں

(۳) اگر ہم میں کوئی نبی آنا نہیں تو پھر ہم کو اُن کی معیت کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ پس معیت ظاہری کے لئے بھی ضروری ہے کہ انبیاء کی بعثت کا امکان مانا جائے۔ وھو المراد۔ اگر قیامت کی معیت مراد لی جائے۔ تو وہ صرف آنحضرت صلعم کی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِھِمْ (بنی اسرائیل ع ۸) کہ قیامت کے روز ہم تمام جماعتوں کو اُن کے نبی اور پیشوا کے ساتھ بلائیں گے۔ "النبیین" کی معیت تو پھر بھی نہ ہوئی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایسے نبیوں کا امکان تسلیم کیا جائے جو ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی ہوں

(۴) مَعَ کا لفظ عربی زبان میں "مِنْ" کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ (اعراف ع ۲) کو دوسری جگہوں ادا کیا گیا ہے۔ اَلَّا تَکُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ (الحجر ع ۳) اور آیت متنازعہ فیہا میں قرائن قویہ اور سیاق الکلام کی وجہ سے مَعَ بمعنی مِنْ ہی ہے۔

پس یہ آیت امکانِ نبوت میں نصِ صریح ہے۔

علامہ امام راغبؒ نے بھی ہمارے معنوں کی تائید کی ہے۔

چنانچہ لکھا ہے:" وَاَجَازَ الرَّاغِبُ اَنْ یَّتَعَلَّقَ مِنَ النَّبِیِّیْنَ بِقَوْلِہٖ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ اَیْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَمِنْ بَعْدِ ہٖ "

یعنی امام راغب نے کہا کہ "مِنَ النَّبِیِّیْنَ" "مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ" سے متعلق ہے۔ یعنی جو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرے وہ نبیوں صدیقوں وغیرہ میں سے ہے۔

علامہ ابو حیانؒ اس پر لکھتے ہیں۔

" وَلَوْ کَانَ مِنَ النَّبِیِّیْنَ مُتَعَلِّقًا بِقَوْلِہٖ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَکَانَ مِنَ النَّبِیِّیْنَ تَفْسِیْرًا لِمَنْ فِیْ قَوْلِہٖ وَمَنْ یُّطِعِ فَیَلْزَمُ اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ زَمَانِ الرَّسُوْلِ اَوْ بَعْدَہٗ اَنْبِیَاءُ یُطِیْعُوْنَہٗ " کہ

کہ امام راغبؒ کی رو سے "مِنَ النَّبِیِّیْنَ" مَنْ کی تفسیر میں واقع ہوتا ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ رسول کریم صلعم کی اطاعت کرنے والے رسول آتے رہیں۔" (تفسیر البحر المحیط جلد ۳ صـ)

چوتھی دلیل

اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت بتلائی ہے۔ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ

حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ؀ (بنی اسرائیل ع۲) کہ ہم عذاب سے پیشتر رسول معبوث کیا کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى (طٰہٰ ع۸) اے خدا اگر تو عذاب سے پیشتر کوئی نبی بھیجتا تو ہم اُس کی بات مانتے اور تیری آیات کی پیروی کرتے۔

اس سنّت کو بیان فرمانے والا خدا اس کے بعد فرماتا ہے:۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا (بنی اسرائیل ع۶) کوئی بستی نہیں جس کو ہم قیامت کے دن سے پیشتر ہلاک نہ کریں۔ یا سخت عذاب اُن پر نازل نہ کریں۔ گویا عالمگیر عذابوں کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ ان دو نو آیتوں کے ملانے سے نتیجہ صاف ہے کہ قیامت سے پیشتر رسولوں کا آنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔

پانچویں دلیل

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (الحج ع۱۰) اللہ تعالےٰ رسول منتخب کرتا رہے گا فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے۔ کیا ہی اندھیر ہے کہ منکرینِ اجراء نبوت فرشتوں کے رسول بننے کو تو ہمیشہ کے لئے جاری سمجھتے ہیں مگر آیت کے دوسرے حصہ "وَمِنَ النَّاسِ" کو شائد غلط سمجھتے ہیں کہ انسانوں کی رسالت کو ممتنع قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو مضارع کا صیغہ رکھ کر واضح کر دیا ہے کہ رسالت کا سلسلہ پیچھے نہیں رہ گیا بلکہ آگے بھی جاری ہے

ماضی کا لفظ استعمال نہیں فرمایا تاکہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔

چھٹی دلیل

فرمایا۔ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ ہ (مومن ع۲) کہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اور چاہے گا روح القدس نازل کرے گا۔ تاکہ وہ لوگوں کے لئے نذیر بنے۔ اور ان کو ملاقات کے دن سے ڈراوے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے روح القدس کے نزول اور انسانوں میں سے "نذیر بننے کی خبر دی ہے۔ اور آیت اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ (رعد ع۱) کے مطابق نذیر رسول ہوتا ہے۔ تو گویا اس آیت میں خبر دی ہے کہ آئندہ ایسے نبی پیدا ہوتے رہیں گے جن پر روح القدس نازل ہوگا۔ اور وہ لوگوں کے لئے نذیر ہوں گے۔

ساتویں دلیل

نسلِ ابراہیم کے لئے وعدہ کیا گیا کہ ان میں ابدالآباد تک براہیمی رنگ کی امامت (نبوت) جاری رہے گی۔ ہاں لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ کا بھی ارشاد ہوا (بقرہ ع۱۵) کہ جو ظالم ہوں گے وہ میرے اس عہد میں شامل نہیں۔ ان کے سوا سب علیٰ قدرِ مراتب حصہ لیں گے۔ اس آیت میں جس امامت کا وعدہ ہے وہ وہی ہے جس سے حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت اسحٰقؑ۔ حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی اولاد میں سے انبیاء بہرہ ور ہوئے۔ یعنی وہ نبوت ہے۔

قرآن کریم اور مسلمانوں کے خیال میں کس قدر اختلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم گروہ کو "الظّٰلمین" کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اور ہمارے بھائی اپنے آپ کو "خیر اُمّت" کہتے ہوئے اس نعمت سے بے نصیب ہونے کے مدّعی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے جو وعدہ حضرت ابراہیمؑ سے کیا تھا۔ اس کو پورا کیا اور کرے گا۔ اور سلسلۂ نبوت جاری رہے گا۔ کیا منکرین اجرائے نبوت کے پاس کوئی دلیل ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ آئندہ کے لئے یہ وعدہ منسوخ کیا گیا ؟۔

آٹھویں دلیل

خدائے پاک فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (مزمل ع ۱) کہ یہ رسولؐ مثیل موسیٰؑ ہے جس طرح وہ فرعون کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اسی طرح یہ رسولؐ تمہاری طرف مبعوث ہوا ہے۔ اور پھر دوسری جگہ خلافتِ محمدیہ کے متعلق فرمایا وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ الآیۃ (نور ع ۷) کہ مومنوں اور نیکوکاروں سے ہمارا وعدہ ہے کہ ہم اُن کو زمین میں ویسے ہی خلیفے بنائیں گے۔ جیسے کہ اُن سے پہلے (بنی اسرائیل میں) گذرے ہیں۔

گویا رسول کریم صلی اللہ وسلم کو مثیل موسیٰؑ اور خلافتِ محمدیہ کو خلافتِ موسویہ کے پہلو بہ پہلو بتلایا گیا ہے۔ اب کوئی وجہ نہیں کہ بنی اسرائیل میں تو ہزاروں نبی ہوں اور اُمّتِ محمدیہ کے لئے نبوت کا

دروازہ ہی بند کر دیا جائے۔

اب آپ خود غور فرمائیں کہ اندریں صورت مسلمانوں کو بنی اسرائیل سے کیا نسبت؟ اور ان آیات کا کیا مدعا؟

نویں دلیل

اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی بعثت کی غرض اتمام حجت بتلاتے ہوئے فرمایا ہے۔ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَ نَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ (مائدہ ع) کہ تا تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر (نبی) نہ آیا تھا اور پھر دوسری طرف فرماتا ہے۔ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ الآیۃ (الملک ع ۱) کہ جب بھی کوئی گروہ دوزخ میں ڈالا جائے گا تو دوزخ کے داروغے ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی نذیر نہ آیا تھا؟ تو وہ جواب میں کہیں گے کہ ہاں ہمارے پاس نذیر تو آئے مگر ہم نے ان کی تکذیب کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ نازل نہیں فرمایا۔ اب اگر نزول قرآن کے بعد کے لوگ بھی دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ تو پھر یہ ماننا ضروری ہے کہ تا قیامت خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر اس کا الہام پا کر نذیر (نبی) آتے رہیں گے اور نبوت کا دروازہ بند نہ ہوگا۔

اس جگہ جن ڈرانے والوں کا ذکر ہے وہ یقیناً نبی ہوں گے۔ کیونکہ وہ مامور بھی ہوں گے اور خدا کا الہام ان پر اترتا ہوگا جیسا کہ مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ کا مفاد ہے۔ اور پھر ان کی تکذیب دوزخ میں لے جانے والی چیز ہے۔ جیسا کہ "فَكَذَّبْنَا" سے عیاں ہے۔

لہٰذا یہ آیت بھی امکانِ نبوت کے لئے زبردست دلیل ہے۔

دسویں دلیل

یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا (بقرۃ ع ۳۷) کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے "الحکمۃ" دیتا ہے۔ اور جس کو "الحکمۃ" دی جائیگی اس کو گویا "خیر کثیر" دی گئی۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "الحکمۃ" کے دیئے جانے کا سِلسلہ تاقیامت جاری ہے۔ اور اگر یہ سوال ہو کہ "الحکمۃ" کے معنے نبوت کہاں لکھے ہیں تو یہ عبارت پڑھنی چاہیئے "اَلْحِکْمَۃَ النُّبُوَّۃَ وَالْاِصَابَۃَ فِی الْاُمُوْرِ" (زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد ۶ ص ۱۷) کہ "الحکمۃ" کے معنی نبوۃ اور صائب الرائے ہونے کے ہیں۔ پس "الحکمۃ" بمعنی "النبوۃ" تاقیامت جاری ہے۔ وھوالمراد۔

گیارھویں دلیل

قرآنِ پاک میں ارشاد باری ہوا۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ الآیۃ (اعراف ع ۴)
کہ اے انسانو! تم میں آئندہ رسول آتے رہیں گے جو کہ تم پر میری آیات پڑھیں گے۔ ان کا انکار مت کرنا ورنہ مکذبین سے ہم کہیں گے۔ "اُدْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ" کہ تم بھی پہلے مکذبین کے ساتھ دوزخ

میں داخل ہو جاؤ۔

قرآن کریم نے نوع انسان کی بہتری کے لئے آئندہ انبیاء کی آمد کو بطور خوشخبری بیان فرمایا۔ اسی لئے مضارع بانونِ ثقیلہ کا صیغہ رکھا ہے۔

اسلوبِ قرآن سے ناواقف لوگ اس جگہ "بنی آدم" کے متعلق کہا کرتے ہیں کہ اس سے مراد نزولِ قرآن سے پہلے کے لوگ ہیں۔ حالانکہ آیت میں کوئی تخصیص نہیں اور نہ ہی نزولِ قرآن کے بعد کے لوگ "بنی آدم" سے خارج ہیں۔ اگر یہ لوگ "بنی آدم" سے خارج ہوں تب تو ہمارے مخالفین کا استدلال ٹھیک ہے ورنہ اُن کو امکانِ نبوت کا قائل ہونا چاہیئے۔ اور قرآنِ کریم کے تو محاورہ میں عمومیت ہے جیسا کہ اس آیت سے پیشتر کے تین مقامات میں ہے:۔

(۱) یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَرِیۡشًا (۲) یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ لَا یَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطٰنُ (۳) یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ (اعراف ع) چونکہ ان تینوں مقامات پر بالاتفاق بنی آدم مراد ہیں۔ لہذا چوتھی جگہ بھی جمیع بنی آدم مراد ہوں گے۔

پس یہ آیت بھی اجرائے نبوت پر بالصراحت دلالت کرتی ہے۔

بارھویں دلیل

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ اور دیگر انبیاء کا ذکر کر کے فرمایا ہے۔ وَکَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ (انعام ع)

کہ ہم اَلْمُحْسِنِیْن سے ہمیشہ یہی سلوک کریں گے۔ اور وہ اعلیٰ نعمت (نبوت) سے بھی مشرف ہوں گے۔ اب اگر اُمّتِ مرحومہ "محسن" ہو سکتے ہیں۔ اور یقیناً ہو سکتے ہیں تو وہ یقیناً علیٰ قدرِ مراتب اس نعمت سے حصّہ پائیں گے اور ان کا اعلیٰ فرد ضرورت کے وقت نبی کے نام سے بھی موسوم کیا جائے گا۔ اس میں کوئی امتناع نہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا۔ یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (مومنون ع) کہ اے رسولو! نیک کام کرو۔ اور عمل صالح بجا لاؤ چونکہ آنے والے رسول شریعتِ اسلامیہ کے پابند ہوتے تھے۔ لہٰذا جس طرح قرآن کریم نے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے خطاب سے مومنوں کو مامور کیا ویسا ہی انبیاءؑ کے لئے بھی اس میں حکم نازل فرمایا۔

اِن بارہ۱۲ دلائل سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ آئندہ غیر تشریعی نبی آسکتے ہیں۔

اے عزیزو! آپ خدا کے لئے علیحدہ ہو کر غور فرمائیں کہ آیا غلامانِ محمد (صلعم) کا نبی بننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کو بڑھاتا ہے یا کم کرتا ہے اور پھر آیات قرآنیہ کس اعتقاد کی مؤید ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو قبولِ حق کی توفیق بخشے۔ آمین۔

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

انکشاف ختم نبوّت

"فیضانِ خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند"

دریا ہی نہیں کرتے ہیں کوزے میں جری بند — گر چاہیں تو کر سکتے ہیں شیشے میں پری بند
کیا کہنا شجاعت کا تری حضرتِ انساں — ہمت سے تری بند ہے خشکی نہ تری بند
جب سیر و سیاحت کیلئے جیب میں دیکھا — پھر شملہ و کشمیر نہ ہے کوہ مری بند
جو بند کیا حق نے اسے کھول لیا ہے — نے شرکِ خفی بند ہے نے شرکِ جلی بند
القصہ ہر اک قسم کی سب راہیں کھلی ہیں — اک بند ہے ان پر تو فقط راہِ نبیؐ بند
ان سادہ مزاجوں سے کوئی اتنا تو پوچھے — فیضانِ خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند
جب آپ کو تسلیم ہے قرآں کے ماتحت — صدیق ہیں شہداء ہیں نہ صالح نہ ولی بند
کیوں کوثرِ نبویؐ کا ہوا بند تموّج — جب تشنہ لبوں کی ہی نہیں تشنہ لبی بند
کیوں مصطفویؐ فیض کو بند آپ ہیں کرتے — ابتک نہیں دنیا میں اگر بو لہبی بند
کافر پہ کشادہ ہیں اگر قہر کے کوچے — مومن پہ ہوئی کس لئے رحمت کی گلی بند
شیطان کی گر راہ زنی باقی ہے ابتک — کس وقت ملائک کی ہوئی راہ بری بند
مغضوب کی ضالین کی آمد ہے مسلسل — اَنعَمتَ عَلَیھِم کی ہوئی کب سے لڑی بند
کس طرح تبرا ہو عدوانِ علیؓ سے — جب دوسری جانب ہو تولائے علیؓ بند
گر زلف بنانے کو ہے شانہ کی ضرورت — کیونکر یہ بنے گی جو ہوئی شانہ گری بند
جب تک ہے شہنشاہ کے ہاتھوں میں حکومت — نے تاج ہے مفقود نہ ہے تاجوری بند
مریمؑ کے جگر بند کے آنے پہ نبوت — ہم آپ کی مانیں گے گر اس وقت ہی بند
کب اٹھیں گی اس باغ سے بلبل کی صدائیں — ہر وقت جہاں رہتے ہوں غنچہ و کلی بند

کیا فائدہ پھر جیب میں رکھنے کا پیارو
جب وقت کی پڑتال پہ پاتے ہو گھڑی بند
(از حسن رہتاسی مرحوم و مغفور)

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ